اے خدا اے چشمۂ نور ھدیٰ
از کرم ہا چشم این اُمت کُشا
یک نظر کن سوئے این راز نہان
تا رہی اے طالب از وہم گمان

الحمدللہ والمنہ

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

رازِ حقیقت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحیح اور سچے سوانح ظاہر کرتا ہے اور ہمارے مباہلہ کے متعلق
کئی نصیحتیں کرکے اصل غرض مباہلہ بتلاتا ہے

اور بمقام قادیاں مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع چھپا ہے اور بتاریخ
۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء
شائع ہوا

حاشیہ متعلقہ صفحہ اوّل اشتہار
مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

فوری ذلّت

ذلّتِ صادق مجوای بیتمیز - زیں رہی ہرگز نخواہی شد عزیز

شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی بار بار یہی کہتے رہے کہ ہم صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے مباہلہ چاہتے ہیں اور مذہب اسلام میں مباہلہ مسنون بھی ہے - لیکن ساتھ اسکے یہ بھی درخواست ہی کہ اگر ہم کاذب ٹھہریں تو فوری عذاب ہمپر نازل ہو" اس کے جواب میں مَیں نے اشتہار ۲۱ رنومبر ۱۸۹۸ء میں مفصل لکھدیا ہے کہ مباہلہ میں فوراً عذاب نازل ہونا بالکل خلاف سنت ہے - احادیث میں ابتک لما حال الحول کا لفظ موجود ہے جسمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ نجران کے نصاریٰ نے ڈرکر مباہلہ کو ترک کیا اور اگر وہ مجھسے مباہلہ کرتے تو ابھی ایکسال گذرنے نہ پاتا کہ وہ ہلاک کئے جاتے - سو اس حدیث سے مباہلہ کے لئے ایک سال تک کی شرط جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مونہہ سے نکلی ہے اور مسلمانوں کے لئے قیامت تک یہی طریق مسنون ہے کہ حدیث کے لفظ کی رعایت کرکے مباہلہ کی مدت کو ایکسال سے کم نہیں کرنا چاہیے بلکہ مردان خدا اور عارفان حق جو زمین پر حجۃ اللہ ہیں وہ ہمیشہ کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارث ہوکر اس معجزہ کے بھی وارث ہیں کہ اگر کوئی عیسائی جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے+ یا کوئی اور مشرک جو کسی اور انسان کو خدا خیال کرتا ہے ان سے اس امر میں مباہلہ کرے تو خدا تعالیٰ اس مدت میں یا کسی اور مدت میں جو الہامی تصریح سے ملہم کو معلوم ہو شخص مقابل کو اپنے غلبہ اور حق کی شہادت کیلئے کوئی آسمانی نشان دکھائے گا - اور یہ اسلام کی سچائی کے لئے ہمیشہ کے نشان ہیں جن کا مقابلہ کوئی قوم نہیں کرسکتی - غرض ایکبرس کی میعاد جو وعید کی پیشگوئیوں میں ایک اقل مدت ہے نصوص صریحہ سے ثابت ہی اور یہ ضد جو فوری عذاب چاہیے وہی کرے گا جسکو علم حدیث سے بکلی نا واقفی ہے - ایسا شخص مولویت کی شان کو داغ لگاتا ہے - مینے تو بٹالوی صاحب کے سمجھانے کے لئے یہ بھی لکھدیا

+ انجیل سے ثابت ہی کہ نشان دکھلانے کی برکت حضرت مسیح کے زمانہ میں عیسائی مذہب میں پائی جاتی تھی بلکہ نشان دکھلانا سچے عیسائی کی نشانی تھی

کہ مباہلہ میں صرف ایک طرف سے بددعا نہیں ہوتی بلکہ دونوں طرف سے بددعا ہوتی ہے۔ پس اگر ایک فریق مومن اور مسلمان کہلاتا ہے اور دوسرے فریق کو کافر اور دجال اور بے دین اور لعنتی اور مرتد کہکر اسلام سے خارج کرتا ہے جیسا کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہے تو اسکو کس نے منع کیا ہے کہ وہ فوری عذاب کے لئے بددعا کرے۔ مگر ملہم اسکی مرضی کا تابع نہیں ہوسکتا ملہم تو خدا تعالیٰ کے الہام کی تابعداری کریگا۔ لیکن ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کا ہمارا اشتہار جو مباہلہ کے رنگ میں شیخ محمد حسین اور اسکے دو ہمراز رفیقوں کے مقابل پر نکلا ہے وہ **صرف ایک دعا** ہے جس کا صرف مطلب یہ ہے کہ جھوٹے کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچے اس کا یہ مطلب **نہیں** ہے کہ جھوٹا **مارا جائے** یا کسی کوٹھے سے گرے۔ چونکہ محمد حسین اور زٹلی اور تبتی نے افتراؤں اور لعنتوں اور گالیوں سے صرف میری ذلت چاہی ہے اس لئے میں نے خدا تعالیٰ سے یہی چاہا کہ اگر درحقیقت میں ذلت کے لائق اور کاذب اور دجّال اور لعنتی ہوں جیسا کہ محمد حسین نے اس قسم کی گالیوں سے اپنے رسالے بھر دیئے ہیں اور بار بار میرا دل دکھایا ہے تو اور بھی ذلیل کیا جاؤں اور شیخ محمد حسین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت ملے اور بڑے بڑے مراتب پاوے لیکن اگر میں کاذب اور دجّال اور لعنتی نہیں ہوں تو جناب احدیت میں میری **فریاد** ہے کہ میرے ذلیل کرنے والے محمد حسین اور زٹلی اور تبتی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت پہنچے غرض میں خدا تعالیٰ سے ظالم اور کاذب کی ذلت چاہتا ہوں۔ ہم دونوں میں سے کوئی ہو اور اس پر آمین کرتا ہوں مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق درحقیقت خدا تعالیٰ کی نظر میں ظالم اور کاذب ہے اس کو خدا **ذلیل** کرے گا اور یہ واقعہ پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک پورا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اسکی نظر میں کون ظالم اور کاذب ہے۔ اگر اس عرصے میں میری ذلت ظاہر ہوگئی تو بلاشبہ میرا کاذب اور ظالم اور دجال ہونا ثابت ہو جائے گا اور اس طرح پر قوم کا روز کا جھگڑا مٹ جائے گا اور اگر شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی پر آسمان سے کوئی ذلت آئے تو وہ اس بات پر دلیل قاطعہ ہوگی کہ انھوں نے گالیاں دینے اور دجّال اور لعنتی اور کذاب کہنے میں میرے پر ظلم کیا ہے۔ لیکن شیخ محمد حسین نے میرے عربی الہام پر اعتراض کرکے جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے یعنے جو فقرہ انّی معین لامری ہے اپنے لئے ذلت کا دروازہ آپ کھولا ہے گویا اپنے ہاتھوں سے فوری ذلت کی خواہش کو پورا کیا ہے بلکہ فوری ذلت تو ۱۵ر دسمبر ۱۸۹۸ء

سے پوری ہونی چاہیے تھی اور انھوں نے اس سے پہلے ہی ایک قابل شرم ذلت اٹھائی ہے جسکو فوری نہیں بلکہ پیشگی ذلت کہنا چاہیے اور وہ یہ ہے کہ شیخ مذکور نے الہام موصوف کو دیکھکر ایک موقعہ میں شیخ غلام مصطفےٰ صاحب کے آگے جو اسی شہر کے باشندے ہیں میرے اس اشتہار کو دیکھکر یہ اعتراض کیا کہ الہام مندرجہ اشتہار میں جو یہ فقرہ ہے کہ انتعجب لامری اس میں نحوی غلطی ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں ہوسکتا بلکہ التعجب من امری چاہیئے یہ وہ اعتراض ہے جس سے بلاتوقف شیخ کو ذلت نصیب ہوئی کیونکہ عرب کے نامی شاعروں بلکہ جاہلیت کے جلیل الشان شعراکے کلام سے ہم نے ثابت کردیا ہے کہ عَجِبَ کا صلہ لام بھی ہوا کرتا ہے۔ اب بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ شیخصاحب موصوف نے یہ غلط اعتراض کر کے جو اُنکی کمال درجہ کی بیخبری اور جہالت پر دلالت کرتا ہے اہل علم کے سامنے اپنی نہایت درجہ کی پردہ دری اپنے ہاتھوں سے کرائی ہے اور ہر ایک دشمن اور دوست پر ثابت کردیا ہے کہ وہ صرف نام کے مولوی اور علوم عربیہ سے بے بہرہ ہیں اور ایسے شخص کے لئے جو مولوی کہلاتا ہے اس سے بڑھکر اور کوئی ذلت نہیں جو وہ درحقیقت مولویت کی صفات سے بے نصیب ہو۔ افسوس اس شخص کو ابتک خبر نہیں کہ اس فعل کا صلہ یعنے عجب کا کبھی من کے لفظ سے آتا ہے اور کبھی لام سے۔ ایک بچہ جس نے ہدایۃ النحو تک پڑھا ہو وہ بھی جانتا ہے کہ نحویوں نے لام کا صلہ بھی بیان کیا ہے جیسا کہ مِن کا بیان کیا ہے۔ چنانچہ اس صلہ کی شہادت میں جو شعر پیش کئے گئے ہیں انمیں سے ایک یہ بھی ہے عجبت لمولود لیس لہ اب۔ ومن ذی ولد لیس لہ ابوان۔ شاعر نے اس شعر میں دونوں صلوں کا ذکر کردیا ہے۔ لام کا بھی اور مِن کا بھی۔ اور دیوان حماسہ کے صفحہ ۱۹ اور ۳۹۰ و ۴۱۱ و ۴۷۵ و ۵۱۱ میں جو سرکاری کالجوں میں داخل ہے جسکی فصاحت بلاغت مسلم اور مقبول ہے جعفر بن عُلبہ اور دوسرے شاعروں کے پانچ شعر لکھے گئے ہیں جنمیں اُن عرب کے نامی شاعروں نے عجب کا صلہ لام لکھا ہے۔ وہ یہ ہیں (۱) عجبتُ لمسراھا وانّی تخلّصت الیّ وباب السجنِ دونی مُغلق۔ (۲) عجبت لسعی الدھر بینی وبینہا۔ فلمّا انقضی مابیننا سکن الدھر۔ (۳) عجبتُ لبُرئی منكِ یاعزّ بعد ما۔ عمرت زمانا منكِ غیر صحیح۔ (۴) عجبت لعبدان ھجونی سفاھۃ۔ ان اصطبحوا من شاءھم وتقیّلوا۔ (۵) عجبًا لاحمد والعجائب جمّۃ۔ انّی یلوم علی الزمان تبذّلی۔ اور اس سے بڑھکر یہ کہ جو حدیث مشکوٰۃ کتاب الایمان صفحہ ۳ میں اسلام کے معنے کے بارہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جسکو متفق علیہ بیان کیا گیا ہے اسمیں بھی عجب کے لفظ کا صلہ لام کے ساتھ آیا ہے

ث

اور حدیث کے لفظ یہ ہیں۔ عجبنا له یسئله ویصدقه۔ دیکھو اسجگہ عجبنا کا صلہ من نہیں لکھا بلکہ لام لکھا ہے اور عجبنا منه نہیں کہا بلکہ عجبنا له کہا ہے۔ اب بٹالوی صاحب فرماویں کہ اہل علم کے نزدیک ایک مولوی کہلانیوالے کی یہی ذلت ہے یا اس کا کوئی اور نام ہے اور یہ بھی فتویٰ دیں کہ اس ذلت کو فوری ذلت کہنا چاہیئے یا کوئی اور نام رکھنا چاہیئے۔ شیخ کینہ ور نے اپنے جوش کینہ سے جلد تر اپنے تئیں اس شعر کا مصداق بنا لیا کہ ؎ مرا خواندی وخود بدام آمدی۔ نظر پختہ ترکن کہ خام آمدی۔ دیکھنا چاہیئے کہ میری ذلت کی تلاش میں کیسی اپنی ذلت ظاہر کر دی۔ جس شخص کو مشکوٰۃ شریف کی پہلی حدیث کی بھی خبر نہیں اور جو حدیث اسلام شناسی کا مدار ہے اسکے الفاظ بھی معلوم نہیں اور جو امر بخاری اور مسلم میں بتصریح مذکور ہے اس سے ابتک سفید ریش ہونے کی حالت میں بھی ایک ذرہ اطلاع نہیں کیا ایک منصف انسان ایسے شخص کا نام مولوی رکھ سکتا ہے۔ پس جس شخص کی عربی دانی کا یہ حال ہے اور حدیث دانی کی یہ حقیقت کہ مشکوٰۃ کی پہلی حدیث کے الفاظ سے ہی ناآشنائی ہے اُس کا حال بیشک قابل رحم ہے اور اُسکی ذلت پردہ پوشی کی کوششوں سے بالاتر ہے۔ اور اسکی یہ ذلت بلاشبہ فوری ذلت ہے جو نشان کے طور پر اسکی درخواست کیموافق ظاہر ہوئی۔ اُس نے اپنے مونہہ سے فوری ذلت مانگی خدا نے فوری ذلت ہی دکھلائی۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ اس الہام کو کسی کی موت یا ٹانگ ٹوٹنے سے تعلق نہیں۔ یہ صرف کاذب کی ذلت ظاہر کرنے کے لئے ہے۔ سو قبل اسکے جو خدا تعالیٰ کا کوئی اور بھاری نشان ذلت ظاہر کرنیکے لئے ہو یہ ذلت بھی کاذب کیلئے خدا کے ہاتھ کا ایک تازیانہ ہے۔ اور الہام انی مہین من اراد اهانتک میں درحقیقت یہ ایک نکتہ پوشیدہ تھا کہ یہ الہام محمد حسین کیلئے ایک پوشیدہ پیشگوئی تھی جسمیں اشارہ کیطور پر یہ بیان تھا کہ محمد حسین فقرہ انی مہین پر اعتراض کریگا اور اسکے یہ معنے ہیں کہ ای محمد حسین کیا تو لاھوری کے لفظ پر تعجب کرتا ہے اور میرے اس الہام کو غلط ٹھہراتا ہے اور اسکا صلہ من بتلاتا ہے۔ دیکھ میں تیرے پر ثابت کرونگا کہ میں عشاق کیسا تعجب ہوں اور تیری ذلت ظاہر کرونگا۔ سو وہی ذلت ظاہر ہوئی۔ اور اسپر حصر نہیں ہے کیونکہ محمد حسین اور اسکے دوست اس ذلت کو حلوا کیطرح ہضم کرجائیں گے یا شیر مادر کی طرح پی جائیں گے اس لئے وہ ذلت جو کاذب اور ظالم کیلئے آسمان پر طیار ہے وہ اس سے بڑھکر ہے۔ خدا نے مجھے الہام دیا ہے کہ جزاء سيئة بمثلها پس اگر میں ناحق ذلیل کیا گیا ہوں تو خدا کے اُس ذلت دینے والے نشان کا امیدوار ہوں جو جھوٹے اور ظالم اور مفتری اور دجال کے ذلیل کرنے کے

اعلان - دسمبر میں تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادم عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ ابکی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے ہمارے سب دوست مطلع رہیں۔ والسلام ۔ المعلن مرزا غلام احمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنون

"مبادا دل آں فرومایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد"

میں اپنی جماعت کے لئے خصوصًا یہ اشتہار شایع کرتا ہوں کہ وہ اُس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ اور اُس کے دو رفیقوں کی نسبت شایع کیا گیا ہے جسکی میعاد ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقوی پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نکریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں ندیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سُنینگے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہیے کہ خاموش رہیں اور تقوی اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالے کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالی کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقوی اور صبر کو ہاتھ سے ندیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے۔ مگر اس شخص کے جرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالی کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی

اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔ اور خدا تعالےٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمھاری قوم میں فیصلہ فرماوے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ وجدل ہوجاتی ہے۔ اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راست بازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خدا انکو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں ضایع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُنکو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالےٰ نے فرعون کو مع اسکے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ اُنکو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُنکی پاک روح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنے صلیب پر مارا جائے وہ لعنتی ہے یعنے اُس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہ الہٰی اور شیطان کی مانند ہوجاتا ہے اسی لئے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بدمنصوبہ تھا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان و دل بیزار اور خدا اس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اس کو ایک سو بیس برس[✠] تک زندہ رکھکر تمام دشمن یہودیوں کو اُسکے

✠ حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایکسو بیس برس کی عمر ہوئی تھی

سامنے ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پاکر ہندوستان کی طرف ہجرت کی۔ اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خان یار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے۔ یُزار ویُتبرّک بہ۔ ایسا ہی خدا تعالےٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کیطرح داغ ہجرت آپکے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپسمیں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہونچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اسکے لئے مدد نازل ہوتی ہے اور اسطرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔ دیکھو ہمارے سید و مولیٰ نبینا محمّد

حاشیہ: لیکن تمام یہود نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اسوقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پاکر باقی عمر سیاحت میں گذاری تھی۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سیاح تھے۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں ماسوا اسکے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ کو دوسرے

صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوئے تھے اور اُن دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا کچھ عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اُسپر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے جسکے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں۔ وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھکر کہو۔ تم اُسکی جماعت ہو جنکو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیے چُنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اسکے لب جھوٹھ سے اور اُس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔ اے خدا کے بندو دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤگے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو اور اپنی ذریت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ

بقیہ حاشیہ

آسمان پر پہونچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے اس فعل سے یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا اور نہ آجتک اترتے دیکھا پھر وہ اس مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حملہ کے وقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگجو اور کینہ ور تھے صرف اسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظمہ سے تین میل سے زیادہ نہ تھی تو کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہونچانے کے اسکے دل میں

خدا تم سے راضی ہو حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اور عزیز بھی ہے۔ اُسکی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اُسکے لئے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اُسکے ہو جاؤ اگر چاہتے ہو کہ اسی دنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے۔ وہ آگ جو اخلاص کیساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں یہانتک کہ ہر ایک کو معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے۔ وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لئے ظاہر کیجاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُنکو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی اُنکا نام رکھا جاتا ہے اور اُنکے تباہ کرنے کیلئے کوششیں کیجاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُنکی تائید میں کوئی نشان دکھا دے تب یک دفعہ اُن کا دل دکھتا اور اُن کا سینہ مجروح ہوتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ

حاشیہ

یہودیوں کی دست درازی کا کھٹکا دور نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں بنایا گیا ہے اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلائل سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ ایک علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے۔ اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اس لئے واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے جنہوں نے قریباً ساٹھ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے اور جہانتک

پر تضرعات کے ساتھ گرتے ہیں اور انکی دردمندانہ دعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جسطرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بتہ بادل پیدا ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت پر زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جائے تو سمجھنا چاہیے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ۔ زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اسجگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے وہ خدا کے باتونکی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے امید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابو الحسن تبتی کے لکھا گیا تھا۔ یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اس اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہوگئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا خدا اسکو ذلیل

بقیہ حاشیہ

ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبی کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اور میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ اسی لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جنمیں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے اور ان میں یہہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی۔ ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی۔ سو یہ ایک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے رہائی پائی تھی۔ اگر انجیل والوں نے اسکو

اور رسوا کرے گا۔ اور یہ ایک کھلا کھلا معیار صادق و کاذب تھا جو خدا تعالیٰ نے اپنے الہام
کے ذریعہ سے قائم کیا تھا اور چاہیے تھا کہ یہ لوگ اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد
چپ ہو جاتے اور ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالیٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے لیکن
افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۳۰ر نومبر ۱۸۹۹ء
میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹھ سے کام لیا۔ وہ اس اشتہار
میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنے اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اسکے جواب
میں بجز اسکے کیا کہیں کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری
نہیں ہوئی ہم اس کے جواب میں بھی بجز لعنت اللہ علی الکاذبین کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ
ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا
اور سنتے ہوئے نہیں سنتا۔ اُس کے دل پر خدا کی مہر لگجاتی ہے۔ اس کے کانوں پر پردے
پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی شرطی
تھی۔ اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں میعاد کے اندر مرنے
سے بچ جائے گا اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے
خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اسکا
دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اسکے دل میں بیٹھ گئی۔ اور یہ کچھ بعید

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۱

برخلاف لکھا ہے تو ایسی گواہی ایک ذرہ اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ اول تو وہ لوگ واقعہ صلیب
کے وقت حاضر نہیں تھے اور اپنے آقا سے طرز بے وفائی اختیار کر کے سب کے سب
بھاگ گئے تھے اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے یہانتک کہ برنباس کی
انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ان ہی انجیلوں میں
جو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے

نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا اسی وجہ سے اسکو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا۔ اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا لہذا اُس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرین قیاس تھا۔ پھر جبکہ اس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نکی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیونکی سخت تحریک سے بھی وہ ان کاموں کے لیے آمادہ نہوا تو کیا اُسکی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیونکی پیشگوئیوں سے بھی ڈرجاتے ہیں چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شد و مد سے کیگئی تھی جسکے سننے سے اُسیوقت اس کا رنگ زرد ہوگیا تھا جسکے ساتھ درصورت نہ پورے ہونے کے میں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا پس اسکا رعب ایسے دلونپر جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جبکہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جسکو صدہا لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیر کو ظاہر کر دیا اور پھر بعد میعاد قسم نہ کھانے اور نالش نکرنے سے اُس تغیر کی حالت کو اور بھی یقین تک پہونچایا اور پھر الہام الہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو

بقیہ حاشیہ

اور اپنے زخم انکو دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت زخم موجود تھے جنکے لئے مرہم طیار کرنے کی ضرورت تھی۔ لہذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ مرہم طیار ہوگئی تھی۔ اور انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام چالیس روز اُسی گرد و نواح میں بطور مخفی رہے اور جب مرہم کے استعمال سے بکلی شفا پائی تب آپ نے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شایع کیا ہے جس میں اُن کو

اس یقین سے نہیں بھرتے کہ وہ پیشگوئی کے میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اٹھا کر زندہ رہا اور پھر الہام الٰہی کے خبر کے موافق اخفاء شہادت کی وجہ سے مر گیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم

اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ انکو اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ مگر مجروح ہونے کی حالت میں رہائی پائی بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے۔ لیکن یہ قابل شرم بات ہے کہ ان کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جنمیں یہ نسخہ مرہم عیسیٰ موجود ہے۔ اگر وہ طالب حق ہیں تو ہمارے پاس آکر ان کتابوں کو دیکھ لیں۔ اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی ان عقائد کو رد کرتی ہے اور تمام عمارت کفارہ و تثلیث وغیرہ کی یکدفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پا کر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہونچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے انکو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سرینگر میں انتقال فرمایا اور محلہ خان یار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے **یوز آسف نبی**+ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل بڑی کوشش سے لندن سے ملی ہے۔ ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لندن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہ سے میسر آگئی۔ یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پرانی کتاب کا گویا ایک حصہ ہے بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے

+ **نوٹ**۔ ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہ بات پیش کی ہے کہ شاید یوز آسف سے زوجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا مگر اس جاہل کو یہ خیال نہیں آیا کہ زوجہ آصف نبی نہیں تھی اور اسکو شاہزادہ نہیں کہہ سکتے یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دونوں مذکر نام ہیں مونث کے لئے اگر وہ یہ صفات بھی رکھتی ہو نبیۃ اور شاہزادی کہا جائیگا نہ نبی اور شاہزادہ اس سادہ لوح نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ

کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مر چکا مگر جس شخص کے ساتھ اُس نے

اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے اور بدھ مذہب کی کتابوں میں جو اُنکے ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا گیا ہے اُس کا وہ سبب نہیں جو لاتبے بیان کرتے ہیں۔ یعنے یہ کہ انھوں نے گوتم بدھ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی ایسا کہنا ایک شرارت ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انھوں نے بعد اسکے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نسمجھا اور جسطرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنے جبکہ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کیوقت یعنے قتل کے ارادہ کے وقت ہجرت فرمائی۔ اور چونکہ بنی اسرائیل بخت النصر کے حادثہ میں متفرق ہو کر بلاد ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے آئے تھے اسلئے حضرت مسیح علیہ السلام نے ان ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا۔ اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض یہودی اس ملک میں آکر اپنی قدیم عادت کیموافق بدھ مذہب میں بھی داخل ہو گئے تھے۔ چنانچہ حال میں جو ایک مضمون سول ملٹری گزٹ پرچہ تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں چھپا ہے اس میں ایک محقق انگریز نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے اور اس بات کو بھی مان لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہودیوں کی اس ملک میں آئی تھیں اور اس ملک میں سکونت پذیر ہو گئی تھیں۔ اور اسی پرچہ سول میں لکھا ہے کہ "در اصل افغان بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں"۔ غرض جبکہ بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آکر بدھ مذہب کی رد کیطرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے

ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو ابتک زندہ موجود ہے جواب یہ مضمون لکھ رہا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح بدہ مذہب میں لکھے گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس ملک میں بدہ مذہب کا بہت زور تھا اور بید کا مذہب مرچکا تھا اور بدہ مذہب بید کا انکار کرتا تھا۔ ✠

خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدہ مذہب کی کتابوں میں اُنکے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے اور جو مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جسکی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً اُنیس سو برس سے ہے یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے غالباً اُس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہونگے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ طیار ہو رہا ہے جسکے پیشرو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نورالدین صاحب سلمہ ربہ قرار پائے ہیں۔ یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہوگا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اُس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے لیکن بہرحال کشمیر میں جانا اور پھر تبت میں جاکر بدہ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہوگا۔ اخویم شیخ رحمۃ اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جاوے جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کیجاتی ہے کہ بہرحال اللہ تعالیٰ اسکو انجام دیدے گا۔ ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے

✠ صرف یہی بات نہیں کہ بدہ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا تذکرہ ہے بلکہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پرانی تحریروں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ منہ

اے حیا و شرم سے دور رہنے والو ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت کے اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا

کہ یہ ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس سے یکدفعہ عیسائی مذہب کا تمام تانا بانا ٹوٹتا ہے۔ اور انیس سو برس کا منصوبہ یکدفعہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اطمینان ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے۔ اور اسکے بارے میں ایسے زبردست ثبوت مل گئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالف کے منصوبہ سے چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بیہودہ اور غلط عقائد کی اسی زمانہ تک عمر تھی ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کریگا۔ اس حدیث کے اب یہ معنے کھلے ہیں کہ اُس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات پیدا کر دے گا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائینگے مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اُسوقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسر صلیب کیلئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ کسکو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صدہا طبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا۔ اس بات کی کسکو خبر تھی کہ بدھ مذہب کی پرانی کتابوں سے یہ ثبوت ملجائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلاد شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے* یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کشمیر میں قبر ہے۔ کیا انسان کی طاقت میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا۔ اب یہ واقعات اس طرح سے عیسائی مذہب کو مٹاتے ہیں جیسا کہ دن چڑھ جانے سے رات مٹ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اُس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا۔ شہتیر ٹوٹا اور چھت گری۔ پس اسی طرح اس واقعہ کے ثبوت

* نوٹ۔ حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پرانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جنمیں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شاہزادہ بھی تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرا ہے منہ

بینے تو اُسکی زندگی میں یہ بھی لکھدیا تھا کہ اگر میں کاذب ہوں تو میں پہلے مرونگا ورنہ میں آتھم کی موت کو دیکھونگا سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ کہ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب تھا اور عرصہ تیس۳۰ برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ تیس برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا۔ پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ انہی دنوں میں جبکہ اس نے عیسائیوں کی دلجوئی کیلئے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کیموافق فوت ہوگیا۔ خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پھر اُس کا انکار کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالیٰ کی نظر میں ظلم صریح تھا اسلئے اس نے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا

سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہی۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ انہی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنے اس آیت کے ثابت ہوئے کہ ماقتلوہ وما صلبوہ ولکن شُبِّہ لہم یعنے قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہی اصل بات یہ ہی کہ ان لوگوں کو دھوکہ لگا ہے اور مسیح خدا تعالیٰ کے وعدہ کیموافق صلیب سے بچکر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکھا جائے تو انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ کیا مسیح کی تمام رات کی دردمندانہ دعا رد ہو سکتی تھی۔ کیا مسیح کا یہ کہنا کہ میں یونس کیطرح تین دن قبر میں رہونگا اسکے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن مرا رہا تھا۔ کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہ منشا نہیں معلوم ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچالے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اتارے جانا اور رسم قدیم کیموافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑی جانا اور خون کا نکلنا کیا یہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو آواز بلند پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے۔ بھلا مقبول کی ایسی دعا جو تمام رات رو رو کر کیگئی کب رد ہو سکتی تھی۔ پھر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکھلانا کسقدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو بھلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں اگر ملے جیسا کہ حواریوں کو ملا تھا۔ غرض ہر ایک پہلو سے ثابت ہی کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی اور وہ اس ملک ہند میں آئے کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آگئے تھے جو آخر کار مسلمان ہوگئے اور پھر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے انہیں کی بادشاہ بھی ہوئے۔ اور یہ ایک دلیل صدق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کیونکہ

کرنیسے یعنی پنڈت لیکھرام کی موت کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کردیا۔ یہ پیشگوئی اس قدر نہایت فوق العادت تھی کہ اسمیں قبل از وقت یعنے پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مریگا۔ لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جنکو مزا یاد نہیں اس پیشگوئی کو بھی قبول نکیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے مگر یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔ اب یہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء **آخری فیصلہ** ہے چاہیے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں کذابوں دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے اب یہ معاملہ آسمان پر ہے زمین پر چلانیسے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اسکے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہوگا کہ اسکی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیاں ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء

توریت میں وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کے پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائیں گے۔ غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا۔ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اسکے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانیسے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھی تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں طیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے۔ یہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے۔ اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے۔

اے عزیزو اب عیسائی مذہب کو چھوڑو کہ خدا نے **حقیقت کو دکھا دیا**۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ۔ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ یہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کیگئی ہے۔ منہ

خط مولوی عبداللہ صاحب باشندہ کشمیر

فائدہ عام کے لئے معہ نقشہ مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اِس اشتہار میں شایع کیا جاتا ہے۔

ازجانب خاکسار عبداللہ بخدمت حضور مسیح موعود السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

حضرت اقدس اس خاکسار نے حسب الحکم سرینگر میں عین موقعہ پر بیٹھ کے روضہ مزار شریف شاہزادہ یوز آسف نبی اللہ علیہ الصلوۃ والسلام پر پہونچکر جہانتک ممکن تھا کوشش تحقیقات کی اور معمر اور سن رسیدہ بزرگوں سے بھی دریافت کیا اور سجادروں اور گرد و جوار کے لوگوں سے بھی ہر ایک پہلو سے استفسار کرتا رہا۔ جناب من عند التحقیقات مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ مزار درحقیقت جناب یوز آسف علیہ السلام نبی اللہ کی ہے اور مسلمانوں کے محلہ میں یہ مزار واقع ہے کسی ہندو کی وہاں سکونت نہیں اور نہ اس جگہ ہندؤں کا کوئی مدفن ہے۔ اور معتبر لوگوں کی شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ قریباً انیس سو برس (۱۹۰۰) سے یہ مزار ہے۔ اور مسلمان بہت عزت اور تعظیم کی نظر سے اسکو دیکھتے ہیں اور اسکی زیارت کرتے ہیں اور عام خیال ہے کہ اس مزار میں ایک بزرگ پیغمبر مدفون ہے جو کشمیر میں کسی اور ملک سے لوگوں کو نصیحت کرنے کے لیئے آیا تھا اور کہتے ہیں کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قریباً چھ سو برس پہلے گذرا ہے۔ یہ ابتک نہیں کھلا کہ اس ملک میں کیوں آیا۔ ☩

☩ حاشیہ من المصنف

وہ نبی جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور کوئی نہیں اور یسوع کے لفظ کی صورت بگڑ کر یوز آسف بننا نہایت قرین قیاس ہے کیونکہ جبکہ یسوع کے لفظ کو انگریزی میں بھی **جیزس** بنا لیا ہے تو یوز آسف میں جیزس سے کچھ زیادہ تغیر نہیں ہے۔ یہ لفظ سنسکرت سے ہرگز مناسبت نہیں رکھتا صریح عبرانی معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں کیوں تشریف لائے اس کا سبب ظاہر ہے اور

مگر یہ واقعات بہرحال ثابت ہو چکے ہیں۔ اور تواتر شہادت سے کمال درجہ کے یقین تک پہونچ چکے ہیں کہ یہ بزرگ جن کا نام کشمیر کے مسلمانوں نے یوز آسف رکھ لیا ہے یہ نبی ہیں اور نیز شہزادہ ہیں۔ اِس ملک میں کوئی ہندوؤں کا لقب اِن کا مشہور نہیں ہے جیسے راجہ یا اوتار یا رکھی و منی و سدھ وغیرہ بلکہ بالاتفاق سب نبی کہتے ہیں۔ اور نبی کا لفظ اہل اسلام اور اسرائیلیوں میں ایک مشترک لفظ ہے۔ اور جبکہ اسلام میں کوئی نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آیا اور نہ آسکتا تھا اس لئے کشمیر کے عام مسلمان بالاتفاق یہی کہتے ہیں کہ یہ نبی اسلام کے پہلے کا ہے۔ ہاں اس نتیجہ تک وہ ابتک نہیں پہونچے کہ جبکہ نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا یعنے مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ نہیں سکتا تو بالضرور یہی متعین ہوا کہ وہ اسرائیلی نبی ہے کیونکہ کسی تیسری زبان نے کبھی اس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔ بلاشبہ اس اشتراک کا صرف دو زبانوں اور دو قوموں میں تخصیص ہونا لازمی ہے*۔ مگر بوجہ ختم نبوت اسلامی قوم اس سے باہر نکل گئی لہذا صفائی سے یہ بات طے ہوگئی کہ یہ نبی اسرائیلی نبی ہے۔ پھر اس کے بعد تواتر تاریخی سے یہ ثابت ہوجاتا کہ یہ نبی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرا ہے

حاشیہ

وہ یہ ہے کہ جبکہ ملک شام کے یہودیوں نے آپکی تبلیغ کو قبول نکیا اور آپ کو صلیب پر قتل کرنا چاہا تو خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے موافق اور نیز دعا کو قبول کر کے حضرت مسیح کو صلیب سے نجات دیدی اور جیسا کہ انجیل میں لکھا ہے حضرت مسیح کے دل میں تھا کہ اُن یہودیوں کو بھی خدا تعالیٰ کا پیغام پہونچا دیں کہ جو بخت النصر کی غارتگری کے زمانہ میں ہندوستان کے ملکوں میں آگئے تھے۔ سو اسی غرض کی تکمیل کے لئے وہ اس ملک میں تشریف لائے

ڈاکٹر برنیر صاحب فرانسیسی اپنے سفر نامہ میں لکھتے ہیں کہ کئی انگریز محققوں نے اس رائے کو بڑے زور کیساتھ ظاہر کیا ہے کہ کشمیر کے مسلمان باشندے دراصل

*نوٹ۔ نبی کا لفظ صرف دو زبانوں سے مخصوص ہے اور دنیا کی کسی اور زبان میں یہ لفظ مستعمل نہیں ہوا یعنی ایک تو عبرانی میں یہ لفظ نبی آتا ہے اور دوسری عربی میں اسکے سوا تمام دنیا کی اور زبانیں اس لفظ سے کچھ تعلق نہیں رکھتیں۔ لہذا یہ لفظ

پہلی دلیل پر اور بھی یقین کا رنگ چڑھاتا ہے اور زیرک دلوں کو زور کیساتھ اس طرف لے آتا ہے کہ یہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام ہیں کوئی دوسرا نہیں کیونکہ وہی اسرائیلی نبی ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے چھ سو برس پہلے گذرے ہیں۔ پھر بعد اسکے اس متواتر خبر پر غور کرنیسے کہ وہ نبی شہزادہ بھی کہلاتا ہے یہ ثبوت نور علی نور ہو جاتا ہے کیونکہ اس مدت میں بجز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی نبی شہزادہ کے نام سے کبھی مشہور نہیں ہوا۔ پھر یوز آسف کا نام جو یسوع کے لفظ سے بہت ملتا ہے ان تمام یقینی باتوں کو اور بھی قوت بخشتا ہے۔ پھر موقعہ پر پہونچنے سے ایک اور دلیل معلوم ہوئی ہے کہ جیسا کہ نقشہ منسلکہ میں ظاہر ہے اس نبی کی مزار جنوباً و شمالاً واقع ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ شمال کی طرف سر ہے اور جنوب کی طرف پیر ہیں اور یہ طرز دفن مسلمانوں اور اہل کتاب سے خاص ہے۔ اور ایک اور تائیدی ثبوت ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ ہی کچھ تھوڑے فاصلے پر ایک پہاڑ کوہ سلیمان کے نام سے مشہور ہے اس نام سے بھی پتہ ملتا ہے کہ کوئی اسرائیلی نبی اسجگہ آیا تھا۔* یہ نہایت درجہ کی جہالت ہے کہ اس شہزادہ نبی کو ہندو قرار دیا جائے۔ اور یہ ایسی غلطی ہے کہ ان روشن ثبوتوں کے سامنے رکھکر اسکے رد کی بھی حاجت نہیں۔ سنسکرت میں کہیں نبی کا لفظ نہیں آیا بلکہ یہ لفظ عبرانی اور عربی سے خاص ہے اور دفن کرنا ہندوؤں کا طریق نہیں۔ اور ہندو لوگ تو اپنے مردوں کو جلاتے ہیں لہذا قبر کی صورت بھی قطعی یقین دلاتی ہے کہ یہ نبی اسرائیلی ہے۔ قبر کے مغربی پہلو کیطرف ایک سوراخ واقع ہے لوگ کہتے ہیں کہ اس سوراخ سے نہایت عمدہ خوشبو آتی رہی ہے۔ یہ سوراخ کسی قدر کشادہ ہے اور قبر کے اندر تک پہونچی ہوئی ہے۔ اس سے یقین کیا جاتا ہے

اسرائیلی ہیں جو تفرقہ کے وقتوں میں اس ملک میں آئے تھے اور انکی کتابیں چھپے اور لبیر کرتے اور بعض رسوم اس بات کے گواہ ہیں پس نہایت قرین قیاس ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر اس ملک میں تبلیغ قوم کے لئے آئے ہونگے۔ حال میں جو روسی سیاح نے ایک انجیل لکھی ہے جسکو لندن سے ہمنے منگوایا ہے وہ بھی اس رائے میں ہم سے متفق ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آئے تھے اور جو بعض مصنفوں نے واقعات یوز آسف نبی کے لکھے ہیں جنکے یورپ کے ملکوں میں بھی ترجمے پھیل گئے ہیں انکو پادری لوگ بھی پڑھکر سخت حیران ہیں کیونکہ وہ تعلیمیں انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت ملتی ہیں بلکہ اکثر عبارتوں میں توارد معلوم ہوتا ہے اور ایسا ہی تبتی انجیل کا انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بہت توارد ہے پس یہ ثبوت ایسے نہیں ہیں کہ

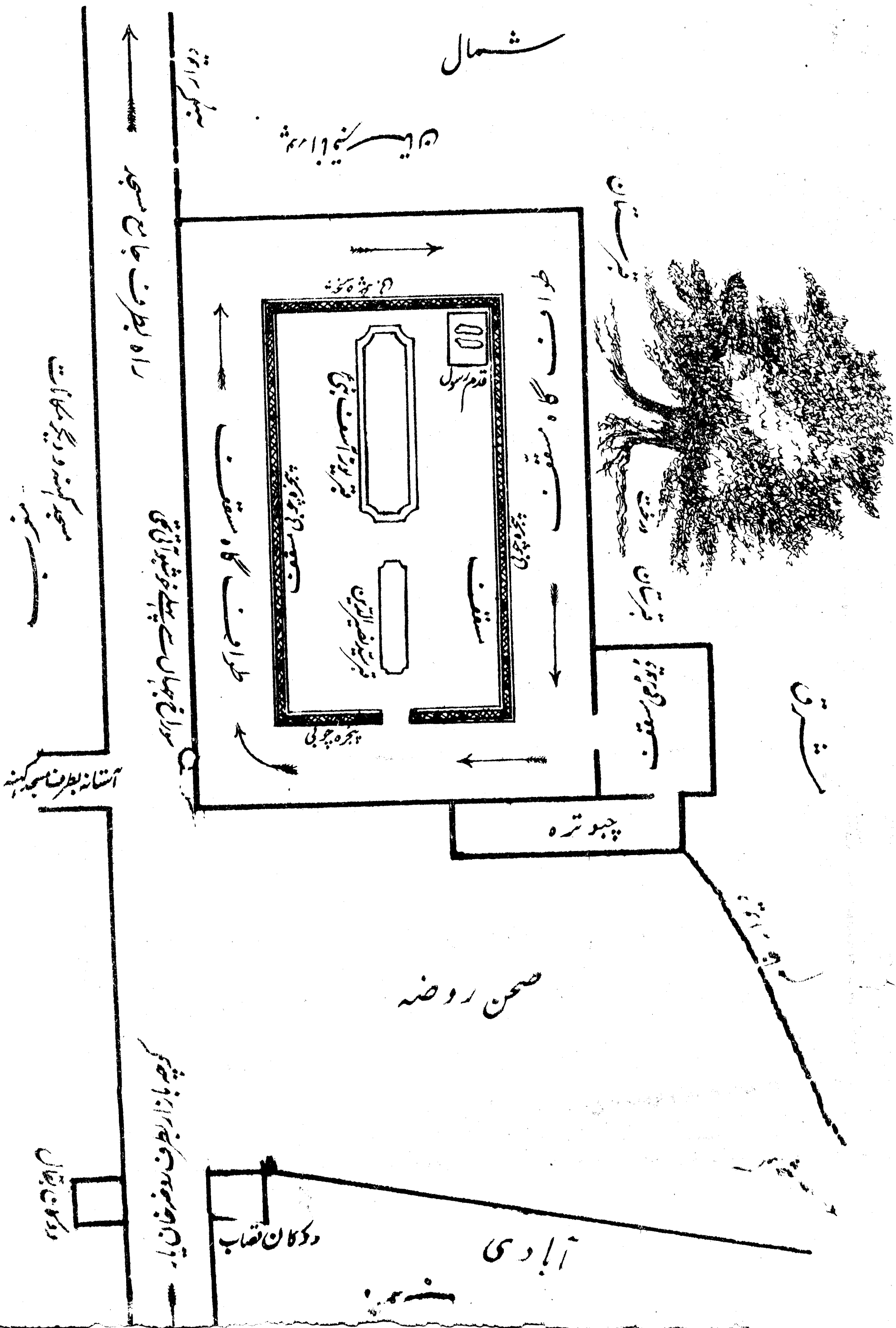
---

* یہ ضرور نہیں کہ سلیمان سے مراد سلیمان پیغمبر مراد ہوں بلکہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی اسرائیلی امیر ہوگا جسکے نام سے یہ پہاڑ مشہور ہو گیا اس امیر کا نام سلیمان ہوگا۔ یہ یہودیوں کی اب تک عادت ہے کہ نبیوں کے نام پر اب تک نام رکھ لیتے ہیں بہر حال اس نام سے بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہود کے فرقہ کی کشمیر میں گذر ہوئی ہے جنکے لئے حضرت عیسیٰ کا کشمیر میں آنا ضروری تھا۔ منہ

کہ کسی خاص مقصود کے لئے یہ سوراخ رکھی گئی ہے غالباً کتبہ کے طور پر اس میں بعض چیزیں مدفون ہونگی۔ عوام کہتے ہیں کہ اسمیں کوئی خزانہ ہے مگر یہ خیال قابل اعتبار معلوم نہیں ہوتا۔ ہاں چونکہ قبروں میں اس قسم کا سوراخ رکھنا کسی ملک میں رواج نہیں اس سے سمجھا جاتا ہے کہ اس سوراخ میں کوئی عظیم الشان بھید ہے اور صدہا سال سے برابر یہ سوراخ چلے آنا یہ اور بھی عجیب بات ہے۔ اس شہر کے شیعہ لوگ بھی کہتے ہیں کہ یہ کسی نبی کی قبر ہے جو کسی ملک سے بطور سیاحت آیا تھا اور شہزادہ کے لقب سے موسوم تھا شیعوں نے مجھے ایک کتاب بھی دکھلائی جس کا نام عین الحیات ہے۔ اس کتاب میں بہت سا قصہ بصفحہ ۱۱۹ ابن بابویہ اور کتاب کمال الدین اور اتمام النعمت کے حوالہ سے لکھا ہے لیکن وہ تمام بیہودہ اور لغو قصے ہیں۔ صرف اس کتاب میں اسقدر سچ بات ہے کہ صاحب کتاب قبول کرتا ہے کہ یہ نبی سیاح تھا اور شہزادہ تھا جو کشمیر میں آیا تھا۔ اور اس شہزادہ نبی کے مزار کا پتہ یہ ہے کہ جب جامع مسجد سے روضہ بل میں کی کوچہ میں آویں تو یہ مزار شریف آگے ملے گی۔ اس مقبرہ کی بائیں طرف کی دیوار کے پیچھے ایک کوچہ ہے اور دہنی طرف ایک پورانی مسجد ہے معلوم ہوتا ہے کہ تبرک کی طور پر کسی پورانے زمانہ میں اس مزار شریف کے قریب مسجد بنائی گئی ہے اور اس مسجد کیساتھ مسلمانوں کے مکانات ہیں کسی دوسری قوم کا نام ونشان نہیں اور اس نبی اللہ کی قبر کے نزدیک دہنے گوشہ میں ایک پتھر رکھا ہے جس پر انسان کے پاؤں کا نقش ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ قدم رسول کا ہے۔ غالباً اس شہزادہ نبی کا یہ قدم بطور نشان کے باقی ہے۔ دو باتیں اس قبر پر بعض مخفی اسرار کی گویا حقیقت نما ہیں ایک وہ سوراخ جو قبر کے نزدیک ہے دوسرے یہ قدم جو پتھر پر کندہ ہے باقی تمام صورت مزار کی نقشہ منسلکہ میں دکھائی گئی ہے۔ فقط

کوئی شخص معاندانہ تحکم سے یکدفعہ انکو رد کر سکے بلکہ اسمیں سچائی کی روشنی نہایت صاف پائی جاتی ہے۔ اور اس قدر قرائن ہیں کہ یکجائی طور پر انکو دیکھنا اس نتیجہ تک پہونچاتا ہے کہ یہ بے بنیاد قصہ نہیں ہے۔ یوز آسف کا نام عبرانی سے مشابہ ہونا اور یوز آسف کا نام نبی مشہور ہونا جو ایسا لفظ ہے کہ صرف اسرائیلی اور اسلامی انبیاء پر بولا گیا ہے اور پھر اس نبی کے ساتھ شہزادہ کا لفظ ہونا اور پھر اس نبی کی صفات حضرت مسیح علیہ السلام سے بالکل مطابق ہونا اور اسکی تعلیم انجیل کی اخلاقی تعلیم سے بالکل ہمرنگ ہونا اور پھر مسلمانوں کے محلہ میں اس کا مدفون ہونا اور پھر انیس سو سال تک اسکے مزار کی مدت بیان کی جانا اور پھر اس زمانہ میں ایک انگریز کے ذریعہ سے نئی انجیل برآمد ہونا اور اس انجیل سے صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت ہونا یہ تمام ایسے امور ہیں کہ انکو یکجائی [illegible]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو نبیؑ اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں یہ انکا مزار ہے اور بموجب شہادت
کشمیر کے معمر لوگوں کے عرصہ انیس سو برس کے قریب سے یہ مزار سری نگر محلہ خان یار میں ہے



خاتمہ کتاب

خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے مخالفوں کو ذلیل کرنے کیلئے اور اس راقم کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ جو سری نگر میں محلہ خان یار میں یوز آسف کے نام سے قبر موجود ہے وہ درحقیقت بلاشک وشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ مرہم عیسیٰ جو طب کی ہزار کتاب بلکہ اس سے زیادہ میں گواہی دے رہی ہے اس بات کا پہلا ثبوت ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام نے صلیب سے نجات پائی تھی وہ ہرگز صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ اس مرہم کی تفصیل میں کھلی کھلی عبارتوں میں طبیبوں نے لکھا ہے کہ "یہ مرہم ضربہ سقطہ اور ہر قسم کے زخم کے لئے بنائی جاتی ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے طیار ہوئی تھی یعنے ان زخموں کے لئے جو آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر تھے"۔ اس مرہم کے ثبوت میں میرے پاس بعض وہ طبی کتابیں بھی ہیں جو قریباً سات سو برس کی قلمی لکھی ہوئی ہیں۔ یہ طبیب صرف مسلمان نہیں ہیں بلکہ عیسائی یہودی اور مجوسی بھی ہیں جن کی کتابیں اب تک موجود ہیں۔ قیصر روم کے کتب خانہ میں بھی رومی زبان میں ایک قرابادین تھی اور واقعہ صلیب سے دو سو برس گذرنے سے پہلے ہی اکثر کتابیں دنیا میں شایع ہو چکی تھیں۔ پس بنیاد اس مسئلہ کی کہ حضرت مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے اول خود انجیلوں سے پیدا ہوئی ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور پھر مرہم عیسیٰ نے علمی تحقیقات کے رنگ میں اس ثبوت کو دکھلایا۔ پھر بعد اس کے وہ انجیل جو حال میں تبت سے دستیاب ہوئی اس نے صاف گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ ضرور ہندوستان کے ملک میں آئے ہیں۔ اسکے بعد اور بہت سی کتابوں سے اس واقعہ کا پتہ لگا۔ اور تاریخ کشمیر اعظمی جو قریباً دو سو برس کی تصنیف ہے اسکے صفحہ ۸۲ میں لکھا ہے کہ "سید نصیر الدین کے مزار کے پاس جو دوسری قبر ہے عام خیال ہے کہ یہ ایک پیغمبر کی قبر ہے"۔ اور پھر یہی مورخ اسی صفحہ میں لکھتا ہے کہ "ایک شہزادہ کشمیر میں کسی اور ملک سے آیا تھا اور زہد اور تقویٰ اور ریاضت اور عبادت میں وہ کامل درجہ پر تھا وہی خدا کی طرف سے نبی ہوا اور کشمیر میں آکر کشمیریوں کی دعوت میں مشغول ہوا جس کا نام یوز آسف ہے اور اکثر صاحب کشف خصوصاً ملا عنایت اللہ جو راقم کا مرشد ہے فرما گئے ہیں کہ اس قبر سے برکات نبوت ظاہر ہو رہی ہیں"۔ یہ عبارت تاریخ اعظمی کی فارسی میں ہے جس کا ترجمہ کیا گیا۔ اور محمڈن اینگلو اورینٹل کالج میگزین ستمبر ۱۸۹۶ء اور اکتوبر ۱۸۹۶ء میں بہ تقریب ریویو کتاب شہزادہ یوز آسف جو مرزا صفدر علی صاحب سرجن فوج سرکار نظام نے لکھی ہے تحریر کیا ہے کہ "یوز آسف کے مشہور قصہ میں جو ایشیا اور یورپ میں شہرہ آفاق ہو چکا ہے پادریوں نے کچھ رنگ آمیزی کر دی ہے یعنے یوز آسف کے سوانح میں جو حضرت مسیح کی تعلیم اور اخلاق سے بہت مشابہ ہیں شاید یہ تحریریں پادریوں نے اپنی طرف سے زیادہ کر دی ہیں"۔ لیکن یہ خیال سراسر سادہ لوحی کی بنا پر ہے۔ بلکہ پادریوں کو اُس وقت یوز آسف کے سوانح ملے ہیں جبکہ اس سے پہلے تمام ہندوستان اور کشمیر میں مشہور ہو چکے تھے اور اس ملک کی پرانی کتابیں جن میں انکا ذکر ہے اور اب تک وہ کتابیں موجود ہیں پھر پادریوں کو تحریف کیلئے کیا گنجائش تھی ہاں پادریوں کا یہ خیال کہ شاید حضرت مسیح کے حواری اس ملک میں آئے ہونگے۔ اور یہ تحریر